’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ اور اُن کا حکم

مولانا انعام اللہ
فاضلِ جامعہ و چیف ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل

(چھٹی قسط)

دوسرے مسلک کی وضاحت اور دلائل

دوسرا مسلک یہ ہے کہ: ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ کے کسی بھی حکم کی اتباع ہمارے اوپر واجب نہیں، الا یہ کہ کسی دلیل سے ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ کے کسی متعین حکم پر عمل کرنے کا وجوب ثابت ہو جائے۔‘‘

یہ مسلک پہلے مسلک کے بالکل برعکس ہے، جو اس قاعدے پر مبنی ہے کہ: ’’ہر آسمانی شریعت صاحبِ شریعت (نبی) کی وفات یا دوسرے نبی کی بعثت کے ساتھ اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔‘‘

اس اُصول کے مطابق شریعتِ موسویہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی، اور شریعتِ عیسویہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ اس قول کا حاصل یہ ہے کہ ’’شرائع‘‘ میں اصل اختصاص ہے، ہر نبی کی شریعت اس کے ساتھ خاص ہے، جب تک وہ نبی حیات ہیں، ان کی شریعت قابلِ عمل ہے۔ دوسرے نبی کے آنے کے بعد نئی شریعت آ جاتی ہے، اور سابق نبی کی شریعت قابلِ عمل نہیں رہتی، تاہم درمیانی عرصہ کے حوالے سے دونوں احتمالات ہیں، دوسرے نبی کی بعثت تک پہلی شریعت قابلِ عمل ہے، یا پہلے نبی کی وفات کے ساتھ ہی شریعت منسوخ ہو جاتی ہے، لیکن اس سے شریعت کے اختصاصی ہونے پر اثر نہیں پڑتا۔

دوسرے مسلک کی صحت پر بھی نقلی و عقلی دلائل سے استدلال کیا گیا ہے، ملاحظہ ہوں:

(الف) نقلی دلائل

حسبِ ذیل آیاتِ کریمہ سے اس مسلک پر استدلال کیا گیا ہے:

پہلی نقلی دلیل

’’لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔‘‘ (المائدۃ:۴۸)

''ہر ایک کو تم میں سے دیا ہم نے ایک دستور اور راہ۔''

اس کا مقتضا یہ ہے کہ ہر اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک شریعت نازل فرمائی ہے، جو اس کے ساتھ خاص ہے، اور اس اُمت کا نبی اسی شریعت کی پیروی کرنے اور اس کی طرف دعوت دینے کا پابند ہے۔ (۱)

دوسری نقلی دلیل

الف:..... ''وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ۔'' (الإسراء:۲)

''اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے۔''

ب:..... ''وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ۔'' (السجدۃ:۲۳)

''اور ہم نے دی ہے موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اس کے ملنے سے اور کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے۔''

استدلال کا خلاصہ

ان دونوں آیاتِ کریمہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی کتاب، یعنی تورات، خاص بنی اسرائیل کے لیے ہدایت ہے۔ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اس استدلال کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پس بنی اسرائیل کو اس بات کے ساتھ خاص کرنا کہ ''توراۃ اُنہیں کے لیے ہدایت ہے'' اس بات کی دلیل ہے کہ ہم (اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر توراۃ کے احکام کی پیروی لازم نہیں، الا یہ کہ کوئی دلیل قائم ہو، جو اس بات کو ثابت کرے کہ ہماری شریعت میں بھی توراۃ کے احکام پر عمل کرنا واجب ہے۔'' (۲)

(ب) دلیلِ عقلی

ہر اُمت کے لیے شریعتِ خاصہ کا ہونا اس لیے اصل اور ضروری ہے کہ بعثتِ انبیاء کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہر نبی اپنی اُمت کے سامنے محتاجِ بیان اُمور کو بیان کریں، تو اگر آنے والے رسول کی آمد و بعثت کے ساتھ پچھلے نبی کی شریعت اختتام پذیر نہ ہو اور آنے والا رسول از سرِ نو کوئی شریعت لے کر نہ آئے، تو دوسرے رسول کی بعثت کے وقت کسی امر کے بیان کی ضرورت نہیں ہوگی، اور اس نئے آنے والے نبی کی بعثت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور سنتِ الٰہیہ یہ ہے کہ بغیر کسی فائدہ و مقصد کے کسی رسول کو مبعوث نہیں کیا جاتا۔ پس ثابت ہوا کہ ہر نبی اور رسول کے ساتھ نئی شریعت اُتاری جاتی ہے، جو اس کے ساتھ خاص ہوتی ہے، صاحبِ کشف الاسرار کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

''اور دلیلِ عقلی سے بھی یہ بات ثابت ہے، اور وہ یہ کہ اصل یہ ہے کہ گزشتہ شریعت میں

خصوصیت ہو، اس لیے کہ رسول کی بعثت صرف اس لیے ہوتی ہے کہ وہ اس اُمت کے لیے محتاجِ بیان اُمور کو بیان کرے۔ اگر گزشتہ رسول کی شریعت آنے والے رسول کی شریعت سے اختتام پذیر نہ ہو، اور دوسرا رسول از سرِنو نئی شریعت لے کر نہ آئے، تو گویا دوسرے رسول کی بعثت کے وقت لوگوں کو احکام بیان کرنے کی ضرورت وحاجت نہ ہوئی، پس اس کو مبعوث کرنے کا فائدہ نہیں ہوا، جبکہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی فائدہ کے رسول نہیں بھیجتے، پس ثابت ہوا کہ ہر شریعت نبی کے ساتھ خاص ہونا ہی اصل ہے۔‘‘(۳)

یہی وجہ ہے کہ یہ صرف ان احکام میں ہوگا جن میں نسخ ممکن ہے، یعنی فروعی احکام میں، اصول میں نہیں۔ امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

’’اسی لیے ہم نے اس کو ان احکام میں نسخ کی طرح قرار دیا، جن میں نسخ کا احتمال ہے، ان احکام میں نہیں جن میں نسخ کا احتمال نہیں، جیسے توحید اور اصول الدین، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ رسل علیہم السلام میں ان اُمور کے حوالے سے کوئی اختلاف نہیں، نہ اصل میں اور نہ وصف میں، اور ان میں اختلاف ممکن بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بات قطعی ویقینی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک باقی رہے گی، اس لیے کہ ہم دلیل قطعی سے یہ بات جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں کہ (اس کی شریعت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے لیے ناسخ بن جائے۔‘‘(۴)

(ج) مخصوص قوم اور علاقے کی طرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے استدلال

اختصاصی شریعت کے نظریہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتیں کسی خطے وعلاقے کے لوگوں ساتھ مخصوص تھیں اور صرف اس خطے والے لوگوں پر اس نبی کی شریعت کی پیروی اور اتباع لازم تھی، دوسرے خطے والوں پر نہیں، مثلاً: حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت ونبوت کا زمانہ ایک تھا، جیسا کہ سورۂ قصص (آیات ۲۳-تا-۲۸) میں حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات کا صراحتاً تذکرہ ہے، لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت اہلِ مدین اور اصحاب الأیکۃ کی طرف ہوئی تھی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا۔‘‘ (الأعراف:۸۵)

’’اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو۔‘‘

نیز ارشاد ہے:

’’كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ۔‘‘ (الشعراء:۱۷۶-۱۷۷)

’’جھٹلایا بَن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم ڈرتے نہیں۔‘‘

جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کا نبی وپیغمبر ہونا أظہر من الشّمس ہے۔

استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح یہ ممکن بلکہ ایک امر واقع ہے کہ استثنائی صورتوں کے علاوہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کسی ایک محدود علاقے اور مخصوص قوم کے ساتھ مختص ہوتی تھی، جیسا کہ اس حدیث شریف سے اس کی تائید ہوتی ہے:

''أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي... وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً ۔''(۵)

''مجھے پانچ خصوصیتوں سے نوازا گیا، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں: مجھ سے پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے، جبکہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔''

تو اس طرح یہ بھی ممکن ہے کہ گزشتہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت و بعثت ایک زمانے کے لوگوں کے ساتھ مختص ہو، اور دوسرے زمانے کے لوگوں پر اس شریعت کی پیروی لازم نہ ہو، بلکہ اس کے لیے دوسرے نبی کو مبعوث کیا گیا ہو، اور اس سے کوئی خرابی لازم نہ آئے۔ بالفاظِ دیگر جب اختصاص النبوۃ بالمکان دون مکان ممکن بلکہ واقع ہے، تو اختصاص النبوۃ والشریعۃ بالزمان دون زمان بھی ممکن ہو، اور اس میں کوئی قباحت وخرابی نہ ہو۔ صاحب کشف الاسرار فرماتے ہیں:

''جب یہ بات ثابت ہوئی کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایسے رسول گزرے ہیں جن کی شریعت پر عمل کرنا ایک علاقے کے لوگوں پر واجب تھا، دوسرے علاقے کے لوگوں پر نہیں، اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ تھا، تو اس سے ہم جان گئے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی شریعت پر عمل کرنے کا وجوب ایک زمانے کے لوگوں پر ہو، دوسرے زمانے کے لوگوں پر نہیں۔ اور یہ کہ وہ شریعت دوسرے نبی کی بعثت کے ساتھ اختتام پذیر ہو، پس تحقیق یہ بھی ممکن ہے کہ اس ایک زمانے میں دو نبی دو مختلف علاقوں میں بیک وقت اس طرح نبی ہوں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی شریعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے۔ تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا دو زمانوں میں بھی ممکن ہے اور یہ کہ بعد والے زمانے میں مبعوث پیغمبر اپنی ہی شریعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور اس کی پیروی کا حکم دے، اور اپنے سے پہلے والی شریعت پر عمل کرنے کی دعوت نہ دے۔''(۶)

جبکہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ونبوت قیامت تک آنے والے تمام زمانوں اور روئے زمین پر آباد ہر خطے کے تمام لوگوں، بالفاظِ دیگر تمام انسانیت کے لیے ہے، کسی خاص قوم کے لیے نہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ارشادِ ربانی ہے:

''قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعاً ۔''(الاعراف:۱۵۸)

’’تو کہہ: اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔‘‘

اختصاصی شرائع سے استثنائی صورت

کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک نبی کو دوسرے نبی کا تابع بنا کر مبعوث کیا گیا، صاحبِ کشف الاسرار کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ: ’’اصولی طور پر تو ہر نبی کی اپنی خاص شریعت ہوا کرتی تھی جو اس نبی کے ساتھ مختص ہوتی تھی، لیکن ایسی مثالیں بھی ہیں کہ کسی نبی کو الگ کوئی شریعت نہیں دی گئی، بلکہ اس زمانے میں موجود کسی اور رسول کی پیروی کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے لیے ان کو مبعوث کیا گیا۔ قرآن مجید میں اس نوع کے دو واقعات صراحتاً مذکور ہیں، ایک حضرت لوط علیہ السلام کا، جن کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کا پیروکار بنایا گیا ہے، اور دوسرے حضرت ہارون علیہ السلام کا، جو بدعاء سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان کے معاون اور پیروکار تھے۔‘‘(۷)

حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ حسب ذیل ارشاد خداوندی میں ہے:

’’فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ إِلٰى رَبِّیْ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ ۔‘‘(العنکبوت:۲۶)

’’پھر مان لیا اس کو لوطؑ نے اور وہ بولا: میں تو وطن چھوڑتا ہوں اپنے رب کی طرف، بے شک وہ ہی ہے زبردست حکمت والا۔‘‘

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں مفسر ابو سعود رقم طراز ہیں:

’’(فَـآمَـنَ لَهُ لُوطٌ) أی صـدَّقـهُ فـی جـمـیـع مـقـالاتِـهٖ لا فی نُبُوتِهٖ وما دعا إلیه من التَّوحیدِ فقط ، فإنَّهٗ کان منزَّهاً عن الکُفر۔‘‘(۸)

’’(فَــآمَـنَ) پھر مان لیا اس کو لوط علیہ السلام نے، یعنی لوط علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی تمام احکام میں، صرف ان کی نبوت اور توحید میں نہیں جس کی طرف ابراہیم علیہ السلام نے دعوت دی تھی، اس لیے کہ لوط علیہ السلام کفر سے منزہ تھے۔‘‘

حضرت ہارون علیہ السلام کا تذکرہ اس آیت کریمہ میں ہے:

’’فَأَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْءًا يُّصَدِّقُنِیْ ۔‘‘ (القصص:۳۴)

’’سو اس کو بھیج میرے ساتھ مدد کو کہ میری تصدیق کرے۔‘‘

’’وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِیْ هَارُوْنَ أَخِیْ ۔‘‘ (طٰہٰ:۲۹-۳۰)

’’اور دے مجھ کو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا، ہارون میرا بھائی۔‘‘

دوسرے مسلک کی مرجوحیت

یہ استثناء درحقیقت دوسرے مسلک کے اثبات کے لیے تیسری دلیل یعنی اختصاصی شرائع سے استدلال پر وارد ہونے والے اس اشکال کا جواب ہے کہ جب شرائع میں اصل تخصیص ہے کہ ہر علاقے

اور ہر زمانے کے لیے الگ نبوت و الگ شریعت ہو، تو لوط علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی نبوتیں اور شریعتیں تو اختصاصی نہیں ہیں، بلکہ بنصِ قرآن دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تابع تھیں، تو یہ کہنا کس طرح صحیح ہوا کہ شرائع میں اصل اختصاص ہے؟!

جواب کا حاصل یہ ہے کہ ان دونوں انبیاء علیہما السلام کا معاملہ استثنائی ہے، لیکن یہ استثناء خود اس بات کی دلیل ہے کہ اختصاصی شرائع کا نظریہ نصوص کے خلاف ہے۔ اس سے دوسرے مسلک اور اس کے استدلالات کا جواب سمجھنا چاہیے۔

حوالہ جات

۱:- دیکھیے، کشف الاسرار شرح اصول البزدوی، ج:۳،ص:۲۱۴

۲:- اصول السرخسی، ج:۲،ص:۱۰۱

۳:- کشف الأسرار شرح اصول البزدوی، ج:۳،ص:۲۱۴

۴:- اصول السرخسی، ج:۲،ص:۱۰۱

۵:- صحیح البخاری، کِتَابُ التَّیَمُّمِ، رقم: ۳۳۵۔

۶:- کشف الاسرار، ج:۳،ص:۲۱۴

۷:- کشف الاسرار شرح اصول البزدوی، ج:۳،ص:۲۱۴

۸:- تفسیر ابی السعود، ج:۷،ص:۳۷

(جاری ہے)